مولودِ کعبہ

مولانا سید فدا حسین بخاری

علی الاعلیٰ عزوجل کے کارخانہ قدرت میں ایک ہی "علی" تھے جسے اس نے 13 رجب المرجب 30 عام الفیل بروز جمعۃ المبارک خانہ کعبہ کے اندر اس وقت بھیجا جب مادر امیر المومنین فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیھا وقت ولادت علی ابن ابی طالبؑ اپنے جسم اطہر کو کعبہ کی دیوار کے ساتھ لگائے ہوئے اپنے ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

> "پروردگارا! میں تجھ پر، تیرے رسولوں پر، تیری کتابوں پر اور معمارِ کعبہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر ایمان رکھتی ہوں۔ خدایا! اس گھر (کعبہ) کے معمار کا اور اس مولود کا واسطہ جو آنے والا ہے، اس کی ولادت کو میرے لئے سہل و آسان فرمادے"۔ (۱)

دعائیہ کلمات ختم نہیں ہوئے تھے کہ کعبہ کی دیوار شق ہونا شروع ہوئی اور ھاتف غیبی کی آواز آئی کے فائمہ بنت اسد کعبہ کے اندر تشریف لے آیئے۔ بی بی داخل ہوئیں تو دیوار اپنی جگہ واپس چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی آیت کبریٰ کا ظہور سیدہ فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیھا کے پاکیزہ دامن میں متجلی ہوا۔ مولود کعبہ کے تولد کے تین روز بعد تک مادر علیؑ خداوند عالم کی مہمان رہیں۔ جنت کے پھلوں سے پذیرائی ہوئی۔ خدمت کے لیے بی بی حواء و آسیہ، مریم موجود ہیں۔ خلق خدا انتظار میں تھی کہ کب ولی اللہ، بیت اللہ سے باہر تشریف لاتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآل وسلم اپنی رسالت کے گوہر کے استقبال کے لئے خانہ کعبہ کی طرف بڑھے۔ مادر مہربان نے اپنے مولود کو اپنے ہاتھوں میں لیا، بلند ہوئیں، ان کی بلندیوں کا کیا کہنا اُن کے ھاتھوں پر علی جیسا مولود مبارک بلند تھا۔ "علی" اللہ کے اسم سے مشتق نام ہے جس کا معنی ہے بلند مرتبہ۔

اب جو علی علیہ السلام کی والدہ نے باہر آنے کا ارادہ کیا تو کعبہ کی دیوار نے جوش میں الوداع کیا اور شگافتہ ہوگی باہر رسول کریمؐ منتظر تھے، رسول پاک نے اپنی پالنے والی ماں کو سلام کیا اور علی کو لینے کے لئے ھاتھ پھیلا دیئے۔ جیسے ہی نور کا ٹکڑا دوسرے نور سے ملا نور کامل ہوگیا۔ مولود نے فخر موجودات کے رخ انور کی زیارت کے لیے آنکھیں کھول دیں، سلام کیا اور بھائی کی فرمائش پر سورہ مومنون کی گیارہ آیتوں کی تلاوت کی: (۲)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۝۔۔۔(۳)

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ بتحقیق وہ مومنین کامیاب رستگار ہوئے جو اپنی نمازوں میں خاشع ہیں۔۔۔

یہ تھی علی کی آمد کی ایک جھلک۔

علی علیہ السلام کے فضائل وکمال کو بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے اس لئے کہ رسول کریمؐ کا ارشاد مبارک ہے:

اے علی تیری قدر و منزلت اور مرتبے کو کما حقہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ میری امت بھی اسی طرح کا عقیدہ پیدا نہ کرلے جس طرح مسیحی حضرت عیسیٰ کے مطابق گمان کرتے ہیں تو میں تیرے وہ فضائل بیان کرتا کہ تو جس طرف جاتا لوگ ترے قدموں کی خاک اٹھا اٹھا کر چومتے۔ (لَقُلۡتُ فِيۡكَ الۡيَوۡمَ مَقَالاً لاَ تَمُرُّ بِمَلَاٍ مِنَ النَّاسِ اِلَّا اَخَذُوا التُّرَابَ مِنۡ تَحۡتَ قَدَمَيۡكَ)(۴)

کوئی کیسے ایسی ہستی کی مدح وثناء بیان کرسکتا ہے کہ جس کی شان میں قرآن کی تین سو سے زائد آیتیں نازل ہوئیں جو دنیا میں آئے تو اللہ کے گھر میں اور دنیا سے گئے تو اللہ کے گھر سے۔

کسے را میسر نہ شد این سعادت
بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

کائنات میں کسی کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ اس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی ہو اور شہادت مسجد میں یہ شرف صرف اور صرف علی کی ذات گرامی کو نصیب ہوا ہے۔

رسول کریم کے دو معجزے ہیں قرآن ''لاریب'' ہے اور علیؑ ''بے عیب'' ہے۔ جس طرح قرآن کو دیکھنا،

پڑھنا، سننا اور اس پر عمل کرنا ثواب ہے اور باعث نجات ہے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مطابق علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت، علیؑ کا ذکر کرنا عبادت، علیؑ کی محبت دل میں رکھنا، اور علیؑ کی سیرت طیبہ پر چلنا باعث نجات ہے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق:

"عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَ الْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ"

علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے (۵)

اس حدیث کے مطابق جو قرآن کو لینا چاہتا ہے اسے علیؑ کو اپنانا پڑے گا کیونکہ ان دونوں میں جدائی ممکن نہیں۔

رسول پاک کی ایک اور حدیث میں یوں ارشاد ہوا ہے:

"یَا عَلِیُّ! مَا مَثَلُکَ فِی النَّاسِ اِلَّا کَمَثَلِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ فِی الْقُرْاٰنِ"

اے علیؑ! انسانوں میں تیری قدر و منزلت ایسے ہی ہے جیسے سورہ "قل ھو اللہ" کی قرآن میں (۶)

جیسی عظمت اس سورہ قرآن کی باقی سورتوں کی نسبت ہے ویسی ہی نسبت تمام انسانوں میں علیؑ کی ہے۔ اس حدیث سے باقی باتوں کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح سورہ قل ھو اللہ کو تین مرتبہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے اسی طرح علی علیہ السلام کا نام مبارک محبت اور عقیدت سے پکارنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

علی سراپا معجزات ہیں۔ ان کی پوری زندگی معجزہ ہے ان کی طہارت بے مثال، ان کی عبادت بے مثال ہے۔ ان کی حیات کے جس گوشے پر نگاہ کی جائے کمال نظر آ رہا ہے۔ اس اس مختصر مضمون میں مولا علیؑ کے علم سے متعلق اشارہ ہی ہو سکے گا۔ رسول اکرمؐ کی ایک مشہور حدیث ہے جو سنی و شیعہ منابع حدیث میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آپؐ ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِهَا مِنْ بَابِهَا

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں جو بھی علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ دروازے سے آئے۔ (۷)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا

میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں (۸)

علم وحکمت لینا ہے تو علیؑ کی چوکھٹ پر سر جھکانا ہوگا۔

قرآن مجید کے مطابق:

''ہم نے تمہاری طرف اس نبی کو بھیجا جو کتاب خدا کی تلاوت کرتا ہے اور تزکیہ نفس کرتا ہے علم اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔(البقرہ:۱۵۱)

پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ علم وحکمت رسولؐ سے ملتے ہیں اور رسولؐ فرماتے ہیں کہ میں شہر علم وحکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ پس جس نے رسولؐ کا علم وحکمت اور قرآن کی تعلیم لینی ہے۔وہ دروازے سے آئے۔ یعنی واسطۂ فیض علی علیہ السلام ہیں۔

بے شک اہل بیتؑ اور خصوصاً امیر المومنین علیؑ رسول کریمؐ کے علوم کے وارث ہیں۔ جیسا کہ اس بارے میں رسول پاکؐ نے فرمایا:

''لاَ تُعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ''

ان (اہلبیتؑ) کو تعلیم دینے کی کوشش مت کرنا کیونکہ ان کا علم تم لوگوں سے کہیں زیادہ ہے(۹)

حضرت علیؑ سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَّمَنِیْ اَلْفَ بَابٍ مِنَ الْحَلاَلِ وَ الْحَرَامِ وَ مِمَّا كَانَ وَ مَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، كُلُّ بَابٍ يَفْتَحُ اَلْفَ بَابٍ فَذٰالِكَ اَلْفُ اَلْفِ بَابٍ حَتّٰی عَلِمْتُ عِلْمَ الْمَنَايَا وَ الْبَلاَيَا وَ فَصْلَ الْخِطَابِ''.

بے شک رسول خدا نے مجھے حلال وحرام، گذشتہ اور آئندہ قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحوادث کے بارے میں علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے۔ (اور پھر) ہر ایک باب سے (میرے لئے مزید) ہزار باب کھلتے گئے جو یہ دس لاکھ باب بنتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے موت، پیش آنے والے مصائب وآزمائشوں کا علم اور حق کے مطابق فیصلہ کرنے کا علم حاصل ہوگیا۔(۱۰)

امیر المومنین علیؑ اور اہلبیت کا علم صرف اسی میں منحصر نہیں ہے جو انہوں نے بلا واسطہ یا بالواسطہ رسول کریمؐ سے لیا بلکہ انہیں جو علم عطا کیا گیا ہے وہ علم لدنی بصورت الہام وتحدیث بھی افاضہ ہوا ہے۔ جیسے کہ حضرت خضرؑ، حضرت ذوالقرنینؑ، حضرت مریمؑ اور مادر موسیٰؑ کو عطا ہوا تھا۔ اور یہ اصطلاحی طور پر وحی کے زمرے

میں نہیں آتا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کو قرآن نے بعنوان ''من عندہ علم الکتاب'' تذکرہ کیا ہے۔ پیغمبر اسلام کی رسالت اور حقانیت کی گواہی کے لئے قرآن ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا م بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾

(اے رسولؐ!) کہہ دیجئے کہ میری رسالت پر گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ اور وہ ہستی

جس کے پاس کتاب کا علم ہے، کافی ہیں (۱۱)

وہ شخصیت جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے اور اس کی گواہی اللہ کے ساتھ ہم قرین قرار پائی ہے وہ مرتبہ ایسا ہے کہ جو کسی کو نصیب نہیں ہوا سوائے علی علیہ السلام کے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملتے ہوئے اور رسالت اور ختم نبوت کا تاج پہنتے ہوئے اس وقت مشاہدہ کیا جب اللہ اور رسولؐ اور اس مشاہدہ کرنے والے کے علاوہ کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔ چنانچہ رسول کریم کا ارشاد ہے:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَ الطِّيْنِ"

میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی آب و گل کے درمیان تھے (۱۲)

اور حضرت علی کا ارشاد گرامی ہے:

"كُنْتُ وَصِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَ الطِّيْنِ"

میں اس وقت بھی وصی تھا جب آدم آب و گل کے درمیان تھے (۱۳)

قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے:

﴿اَ فَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ...﴾

کیا جو شخص اپنے رب کی طرف کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ

ہے جو اسی میں سے ہے۔۔۔ (۱۴)

آیت میں کلمہ (منہ) دلالت کرتا ہے کہ یہ گواہ خود رسول کے خاندان میں سے ہے اور اھلبیتؑ کا فرد ہے۔ شیعہ سنی روایات میں وارد ہوا ہے کہ اس (منہ) سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ دونوں آیتوں کو سامنے رکھیں۔ پہلی آیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گواہ پوری کتاب کا عالم ہے دوسری آیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گواہ خود رسول کے خاندان میں سے ہے اور یہ گواہ سوائے علیؑ کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس کی تائید احادیث میں بھی ہوئی ہے۔

چنانچہ ابن مغازی شافعی نے عبداللہ بن عطا سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں امام باقر علیہ السلام کی

خدمت میں تھا کہ عبداللہ بن اسلام کے بیٹے کا ادھر سے گذر ہوا میں نے پوچھا کہ کیا ''من عندہ علم الکتاب'' سے مراد ہے اس کا باپ ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

''نہیں! بلکہ اس آیت سے مراد علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور ان کی شان میں ﴿یَتْلُوْہُ شَاهِدٌ مِّنْهُ﴾ اور ﴿اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ...﴾ نازل ہوئی ہیں۔(۱۵)

قرآن کا دعویٰ ہے کہ میں ''تبیانا لکل شئی'' ہوں۔ ہر چیز و بیان کرنے والی کتاب اور جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہوگا اس کے پاس بھی ہر چیز کا علم ہونا چاہیے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ایک ہی شخص نے دعویٰ کیا ہے:

''سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ''

پوچھو پوچھو مجھ سے جو چاہتے ہو اس سے پہلے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں (۱۶)

اور یہ دعویٰ غیر از علی علیہ السلام کسی نے نہیں کیا۔ تاریخ یہی بتاتی ہے۔ بقول محسن نقوی:

کعبہ ہے جس کی جائے ولادت وہ شیر خوار
مسجد میں پاگیا جو شہادت وہ تاجدار
بستر رسولؐ کا ہے جسے وَجہِ افتخار
اب تک دل و وجود پہ ہے جس کا اقتدار
جس کا کرم ہی چشمۂ آبِ حیات ہے
یہ کائنات جس کے بدن کی زکوۃ ہے

☆☆☆☆☆